وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

حصہ سوم

تذکرۂ قاریانِ ہند

تالیف

عماد القراء جناب مرزا بسم اللہ بیگ صاحب بی۔ اے

مقرئ قرأت عشرہ

الناشر

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

قاری حافظ محمد حسن سنبھلی

ف ۱۵۹۱ ابن مولانا قاری حامد حسن سنبھلی۔ وطن سنبھل (مراد آباد) پیدائش ۱۳۴۰ھ۔ مراد آباد میں تجوید کی تکمیل کی۔ خوش الحان قاری ہیں۔ مفتی صاحب کے بلانے پر آپ سنہ ۱۹۵۰ء میں اندور آئے۔ تین سال تک مدرسہ میں تجوید کا درس دیا۔ ۱۹۵۳ء میں ناراض ہوکر واپس چلے گئے۔

حافظ قاری حبیب احمد سنبھلی

ف ۱۵۹۲ ابن مولانا قاری حامد حسن۔ قاری محمد حسن صاحب کے چھوٹے بھائی۔ پیدائش سنہ ۱۳۵۰ھ مراد آباد ہی میں تجوید کی سند لی۔ خوش الحان قاری ہیں۔

قاری حافظ زین الدین احمد

ف ۱۵۹۳ وطن الہ آباد۔ پیدائش سنہ ۱۳۲۵ھ الہ آباد میں شیخ القراء محب الدین احمد الہ آبادی سے ایک روایت کی سند لی۔ جامعہ عربیہ ناگپور میں سنہ ۱۹۵۲ء میں ایک سال شیخ التجوید کا کام انجام دیا۔ اوسکے بعد الہ آباد چلے گئے۔ اندور بھی آئے تھے۔

حافظ قاری عبدالمجید خان

ف ۱۵۹۴ ابن حافظ عبدالقدیر خان ابن حافظ عبدالعزیز خان مرحوم۔ پیدائش سنہ ۱۹۳۳ء۔ وطن اندور۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں جب حافظ محمد حسن سنبھلی نے اندور میں خوش الحانی سے ایک رکوع سنایا تو آپ کے دل میں تجوید سیکھنے کا شوق ہوا۔ اونکی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ حافظ محمد حسن صاحب کی واپسی کے بعد جامعہ عربیہ ناگپور جاکر حافظ قاری زین الدین صاحب سے ایک روایت کی تحصیل کی۔ درس نظامی کی مولوی فاضل کی سند مدرسہ منظر الاسلام بریلی سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان اندور ایجوکیشنل بورڈ سے پاس کیا۔ جامعہ اردو علی گڑھ سے ادیب و ادیب ماہر کی سندیں لیں۔ دو سال سے جامع اندور میں امام ثانی کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

اڑیسہ

ف ۱۵۹۵ اڑیسہ کے علاقے میں پہاڑیوں کا سلسلہ ہے جن کے درمیان وادیاں ہیں۔ جنگل کثرت سے ہے۔ تین ندیاں جنوب کی جانب بہہ کر خلیج بنگال میں گرتی ہیں۔ ان میں جنوبی ندی مہاندی ہے پہاڑیوں کے سلسلے نے۔ وادیوں کی بہتات نے۔ جنگل کے گھنے ہونے سے درندوں کی کثرت نے۔ تین ندیوں پر پختہ پل نہ ہونے نے اس علاقہ کو بقیہ ہندوستان سے الگ رکھا اور آبادی بھی بہت مختصر رہی۔ علاقائی زبان اڑیہ ہے۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں الگ صوبہ قرار دیا گیا اور پانچ ریاستیں اوس میں ضم کر دی گئیں۔ سب میں بڑی ریاست مدھیا گرم کی تھی۔ اڑیسہ کا پایہ تخت ایک زمانے تک کٹک رہا ہے مگر اب بھوبنیشور کو پایہ تخت بنا کر از سر نو عمارات

کی تعمیر عمل میں آرہی ہے۔ یہاں کے قدیم باشندے دراوڑی تھے جنکو بھیا۔ سوارہ۔ گونڈ اور کھونڈ کہا جاتا ہے
آریوں کی آمد کے بعد بھی اس علاقہ میں دراوڑی سوار برسر اقتدار رہے اور اندرونی علاقے پر آریائی کلچر کا
اثر نہ پڑا۔ اس لئے اونکی زبان۔ موسیقی۔ کلچر۔ یہ سب اپنی خصوصیات رکھتی ہیں۔

ف ۱۵۹۶ جب مسلمانوں کا تسلط بنگال پر ہوا تو فیروز شاہ تغلق نے سنہ ۱۳۶۱ء میں بذات خود حملہ کر کے
اس علاقہ پر قبضہ جمایا۔ سنہ ۱۵۶۸ء میں سلیمان کرانی کے جنرل کالا پہاڑ نے مکند راؤ کو شکست دیکر اپنا قبضہ جمایا
سنہ ۱۵۹۲ء میں اکبر نے راجہ مان سنگھ کو بھیجکر اس علاقہ کو سلطنت مغلیہ میں ضم کرلیا۔ اورنگ زیب کے زمانے
میں دو صوبیدار اپنے عدل و انصاف اور رحمدلی کی وجہ سے مشہور ہے۔ اون میں سے ایک اکرام خان تھے
جنھوں نے کٹک کی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ دوسرے شجاع الدین محمد خان تھے جنھوں نے کٹک میں مساجد تعمیر
کرائیں اور آبادکاری میں حصہ لیا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد یہ علاقہ صوبہ بنگال کے تحت رہا۔ سنہ ۱۷۵۱ء
میں علی وردی خان نے یہ علاقہ راجہ بھونسلا کو دیدیا۔ سنہ ۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو مل گیا۔ سنہ ۱۸۶۵ء
میں مہانندی کی نہر نکالی گئی جس کی وجہ سے یہ علاقہ شاداب ہوگیا۔

ف ۱۵۹۷ اڑیسہ میں تعلیمی حالت خراب رہی تاہم مساجد میں سلسلہ درس جاری رہا۔ اس وقت
قراءت کے دو بڑے مرکز (۱) کٹک اور (۲) سنگھڑا ہیں۔

ف ۱۵۹۸ کٹک سے ۲۲ میل جانب جنوب مشرق ایک قصبہ ہے جس کو سنگھڑا کہتے ہیں۔ یہ علاقہ مہانندی
کی نہر سے سیراب ہونے کی وجہ سے زرخیز ہے۔ یہاں سادات کا خاندان ایک عرصہ دراز سے آباد ہے۔
کہا جاتا ہے کہ اکبر کی والدہ مریم زمانی بیگم جب حج کے لئے گئی تھیں تو کربلائے معلیٰ کے ایک سادات کے
خاندان کے تین بھائیوں کو ساتھ لائی تھیں۔ بڑے کا نام سید محمد۔ دوسرے کا نام سید قاسم۔ تیسرے کا نام
سید ہاشم تھا۔ سید محمد کو دہلی کی جامع مسجد کا امام مقرر کیا۔ سید قاسم یوپی کی جانب نکل گئے۔ سید ہاشم
بنگال ہوتے ہوئے اڑیسہ کی طرف آئے اور سنگھڑے میں قیام کیا۔ یہ اپنے ساتھ قدم رسول لائے تھے جو
اب کٹک میں زیارت گاہ ہے۔ سید ہاشم کو سنگھڑے میں ۹۰۰ باٹی زمین دیگئی (ایک باٹی ۲۰ ایکڑ کی ہوتی ہے)
جس کی توثیق سید شجاع الدین محمد خان اور بعد ازاں لارڈ کارنوالس نے کی۔ نہر کی وجہ سے یہ خطہ
زرخیز ہوگیا۔ سادات سنگھڑے کی آبادی ڈھائی ہزار اور مسلمانوں کی تعداد دس ہزار اور تقریباً اسی قدر
ہندو بھی آباد ہیں مگر آپس کے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ نہر کی وجہ سے دھان کی کاشت ہوتی ہے اس
علاقہ میں علم کا بڑا چرچا رہا۔ ایک عرصہ تک فارسی اس علاقہ کی مقبول زبان رہی ہے جس کو مسلمان ہندو
دونوں سیکھتے تھے ایک کہاوت یہاں مشہور ہے کہ سنگھڑے کا کوا بھی فارسی دان ہے

مدرسہ اسلامیہ عربیہ — ف ١٥٩٩

سنہ ١٩٢٨ء میں ایک عربی مکتب قائم کیا گیا۔ سنہ ١٩٥٢ء میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اس مدرسہ میں دلچسپی لینی شروع کی۔ یہ صوبے کا واحد مدرسہ ہے جہاں عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ تقریباً دو سو طالب علم یہاں پڑھتے ہیں اون میں سے ٣٠ طلبا دوسرے صوبوں کے ہیں۔ خورد و نوش کا انتظام مدرسے کی جانب سے ہوتا ہے۔ خوش حال مسلمان مدد کرتے ہیں۔ سات اساتذہ ہیں جن میں سے کئی قاری ہیں۔ پانچسو روپیے ماہانہ کا خرچ ہے۔ یہاں سے تکمیل کے بعد طلبا کو دارالعلوم دیوبند بھیجدیا جاتا ہے۔ اس علاقہ کو مدرسہ نظامیہ حیدرآباد سے بھی قریب کا ربط رہا ہے اور اکثر یہاں کے علما و حیدرآباد ہی کے فارغ التحصیل ہیں۔ قصبۂ سنگھڑا میں جو قرا ہوئے اونکے نام یہ ہیں
(١) قاری لاسید عبدالوحید ولادت سنہ ١٢٥٠ھ وفات سنہ ١٣٢٢ھ (٢) قاری سید احمد مدنی ولادت سنہ ١٢٥٩ھ۔ وفات سنہ ١٣٢١ھ (٣) قاری سید امین اللہ ولادت سنہ ١٢٦٧ھ وفات سنہ ١٣١٢ھ (٤) قاری عبدالرؤف ولادت سنہ ١٣١٢ھ۔ وفات ١٣٣٩ھ (٥) قاری مولانا محمد عمر قاری عشرہ قرات ولادت سنہ ١٣١٠ھ وفات سنہ ١٣٤٥ھ (٦) قاری مولانا سید محمود الحسنی قاری عشرہ قرات ولادت سنہ ١٣٢٥ھ وفات سنہ ١٣٥٤ھ (٧) قاری سخاوت حسین ولادت سنہ ١٣٣٣ھ وفات سنہ ١٣٤٢ھ (٨) قاری فضل الرحمن ولادت سنہ ١٣٣٣ھ وفات سنہ ١٣٥٧ھ۔ موجودہ قرا میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں۔

قاری مولانا محمد اسمٰعیل — ف ١٦٠٠

والد کا نام سید محمد خلیل مرحوم۔ وطن سنگھڑا۔ ولادت سنہ ١٣٣٤ھ مرادآباد جاکر قاری محمد عبداللہ سے مدرسہ شاہی میں تجوید سیکھی۔ دارالعلوم دیوبند سے سنہ ١٣٥٨ھ میں سند لی۔ قاری عبدالوحید دیوبندی سے بھی تلمذ رہا۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ نہایت مستعد۔ کارگذار۔ جفاشعار۔ ذہین و خوش بیان ہیں۔ قادیانیوں سے اکثر مناظرے کرتے ہے۔ دس سال سے ناظم مدرسہ اسلامیہ عربیہ سنگھڑا ہیں۔ مجھ سے سنہ ١٩٦٠ء میں کئی گھنٹے ملاقات رہی۔ بڑی دلچسپ گفتگو فرماتے ہیں۔ دیر تک گفتگو سنکر بھی آدمی سیر نہیں ہوتا۔ طبقہ علما میں ایسے خلوص و ایثار کے لوگوں کی بڑی ضرورت ہے۔ بڑی حسرت سے صاحب موصوف نے فرمایا کہ یہ سنگھڑے کی بدقسمتی تھی کہ اوس کے قاری کم عمری میں رخصت ہوگئے۔

قاری مولانا محمد اسحاق — ف ١٦٠١

والد کا نام سید غلام آل عبا۔ وطن سنگھڑا۔ ولادت سنہ ١٣٢٤ھ۔ تعلیم پہلے سنگھڑے میں پائی۔ قاری عبدالرؤف سے قرات سیکھی۔ بعد ازاں مرادآباد جاکر شاہی مدرسے میں شریک ہوئے۔ قاری محمد عبداللہ صاحب سے تجوید سیکھی۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ مرادآباد میں فقہ۔ اصول۔ منطق کی تعلیم بھی پائی۔ اب سنگھڑے کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں فقہ۔ اصول و منطق کی تعلیم دیتے ہیں

قاری احمد النبی
ف ۱۶۰۲ وطن سنگھڑا۔ ولادت سنہ ۱۳۲۷ھ۔ مرادآباد جاکر علوم کی تکمیل کی۔ قاری محمد عبداللہ صاحب سے تجوید کی سند لی۔ اب سنگھڑے میں درس دیتے ہیں۔

قاری عبدالماجد
ف ۱۶۰۳ وطن سنگھڑا۔ ولادت سنہ ۱۳۳۵ھ دیوبند جاکر علوم کی تکمیل کی۔ قاری حفظ الرحمٰن سے تجوید سیکھی۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔

قاری حافظ عبدالشکور
ف ۱۶۰۴ والد کا نام محمد یٰسین۔ وطن سردھاپور ضلع پری۔ دیوبند سے علوم کی تکمیل کی۔ حفظ و تجوید کی تکمیل قاری حفظ الرحمٰن سے کی سنہ ۱۳۵۶ھ میں سند لی۔ قاری حفظ الرحمٰن کی سفارش پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ سنگھڑا میں سنہ ۱۳۵۸ھ میں شیخ التجوید ہوکر آئے۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ طلباء کے سکھلانے میں ستعدی کا اظہار کرتے ہیں۔

ف ۱۶۰۵ اڑیسہ میں دوسرا مرکز تعلیمی کٹک رہا ہے۔ یہاں بابرکت اشخاص کی وجہ سے اسلامی مدرسے قائم رہے۔ مولوی کرم علی صاحب نے جو تاجر تھے۔ ایک مدرسہ مکرم العلوم کے نام سے جاری کیا جس کا خرچ سات سو روپے ماہانہ کا تھا یہاں اچھے عالم و قاری جمع تھے۔ مگر اب یہ مدرسہ بند ہوگیا مولوی کرم علی صاحب کے تین فرزند اچھے عالم و فاضل ہوئے۔ اون کا ذکر بعد ازیں آئیگا۔ کٹک میں دوسرا مدرسہ، مدرسہ اسلامیہ ہے۔ جس میں قاری سید محسن علی درس دیتے ہیں۔ تیسرا مدرسہ۔ مدرسہ سلطانیہ ہے جس میں قاری مولوی عبدالرشید درس دیتے ہیں۔ چوتھا مدرسہ مدینۃ العلم جامع مسجد سے ملحق ہے جس میں یتیم خانہ بھی ہے۔ ان چاروں مدرسوں میں عربی و دینیات کی تعلیم ہوتی ہے۔ تجوید کا بھی اچھا انتظام ہے علاوہ ازیں پانچ مسجدیں ہیں جہاں اچھے قاری امام ہیں۔ کٹک کے قراء کے حالات درج ذیل ہیں۔

قاری محمد عبدالغفار
ف ۱۶۰۶ والد کا نام محمد عبدالرحمٰن۔ وطن کٹک۔ ولادت سنہ ۱۳۰۱ھ۔ قاری مولوی کلیم الدین سے، پھر قاری محمد حسن سے تجوید سیکھی۔ اڑیہ بازار کی مسجد میں ۱۶ سال امامت کی۔ پھر اجلے خان کی مسجد میں تیس سال تک امامت کی۔ اب سردار خان کی مسجد میں سنہ ۱۳۵۸ھ سے امامت کرتے ہیں۔ ایک روایت کے جاننے والے ہیں۔ انکے فرزند عبدالمنان جامع مسجد بالو بازار میں امام ہیں۔

قاری حافظ عبدالرشید
ف ۱۶۰۷ والد کا نام منشی عبدالغنی۔ ولادت ربیع الاول سنہ ۱۳۱۶ھ درسی علوم و تجوید کی تحصیل کے بعد ۳۰ سال سے یعنی سنہ ۱۹۲۱ء م سنہ ۱۳۴۱ھ سے کٹک کے عربی مدرسہ، مدرسہ سلطانیہ میں پڑھاتے ہیں۔

قاری سید برکت اللہ
ف ۱۶۰۸ والد کا نام مولوی سید کرم علی۔ وطن کٹک۔ ولادت سنہ ۱۳۳۶ھ

والد سے علوم سیکھے۔ الٰہ آباد جاکر قاری محمد حسین تلمیذ قاری عبدالرحمٰن مکی سے تجوید سیکھی پھر قاری محمد عبداللہ مرادآبادی سے عشرہ کی تکمیل کی۔ اب کٹک میں درس و تدریس کا سلسلہ ہے۔

قاری حافظ محسن علی

ف ۱۶۰۹ والد کا نام سید مبارک علی۔ وطن کٹک۔ ولادت ۱۳۲۷ھ مرادآباد کے مدرسہ شاہی میں حفظ و تجوید کی تکمیل بروایت حفص کی۔ قاری محمد عبداللہ صاحب استاد تجوید تھے۔ حافظ محمد نور صاحب حفظ کے استاد تھے۔ واپس کٹک آنے کے بعد جامع مسجد کا امام مقرر ہوئے۔ ۲۴ سال امامت کی۔ ۱۳۷۵ھ سے مدرسہ اسلامیہ کٹک میں حفظ و تجوید کا درس دیتے ہیں۔ شاگردوں میں ممتاز (۱) حافظ ممتاز علی (۲) حافظ محمد حسن (۳) حافظ عبدالمجید (۴) حافظ امام بخش مرحوم (۵) حافظ حبیب اللہ (۶) حافظ وسیم الدین ہیں۔

قاری عبدالرب ترکی قاری بجعہ

ف ۱۶۱۰ وطن مرادآباد۔ ولادت ۱۳۲۹ھ۔ مرادآباد اور پھر الٰہ آباد میں درسیات کی تکمیل کی۔ بجعہ کے قاری تھے۔ مختلف مقامات پر تجوید کا درس دیتے رہے۔ ۱۳۵۱ھ میں کٹک آئے تھے۔ اوس وقت قاری حافظ قمرالدین نے اون سے تجوید سیکھی۔ پھر جامع حبیبہ الٰہ آباد چلے گئے۔ اب تک وہیں ہیں۔

قاری سید نعمت اللہ

ف ۱۶۱۱ والد کا نام سید مکرم علی۔ قاری سید برکت اللہ کے چھوٹے بھائی ولادت ۱۳۳۱ھ والد سے علوم سیکھے۔ مدرسہ نجم العلوم میں تجوید بھی سیکھی اب مختلف مساجد میں ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں۔

قاری ابرار الحق

ف ۱۶۱۲ وطن ہردوئی۔ ولادت ۱۳۳۲ھ۔ مظاہر العلوم سہارنپور سے فاضل ہوئے۔ قاری عبدالخالق سہارنپوری سے تجوید سیکھی۔ مولانا اشرف علی صاحب کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ہردوئی میں ایک عربی مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ قاری سید معین الاسلام نے آپ سے تجوید کی تکمیل کی

قاری سید معین الاسلام

ف ۱۶۱۳ والد کا نام ڈاکٹر محمد صدیق۔ وطن منزرا۔ کٹک۔ ولادت ۱۳۵۵ھ دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ تجوید قاری محمد نعمان سے اور پھر قاری ابرار الحق سے سیکھی۔ ۱۳۷۰ھ سے کٹک کے مدرسہ سلطانیہ میں تجوید کا درس دیتے ہیں۔

قاری محمد معین الدین

ف ۱۶۱۴ والد کا نام محمد قطب الدین۔ وطن موضع دھام نگر ضلع بالیسر اڑیسہ۔ ولادت ۱۳۴۳ھ۔ ابتدائی تعلیم الٰہ آباد۔ پانی پت۔ انبالہ۔ بہار شریف میں پائی۔ الٰہ آباد میں حافظ عبدالوحید سے تجوید سیکھی۔ عربی درسیات کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ بہار میں کی۔ ۱۳۶۰ھ سے پٹنہ کی مسجد میں امام ہیں۔

قاری حافظ ابرار الحسن — ف ۱۶۱۵ والد کا نام کمال الدین۔ وطن موضع دینگر پور ضلع مرادآباد۔ ولادت ۱۳۲۷ھ ابتدائی تعلیم کے ساتھ تجوید و حفظ کی تکمیل جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔ جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد۔ مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں ہوئی۔ قاری عبد الرب صاحب سے الٰہ آباد میں قراءت سبعہ کی تکمیل کی۔ آپ قرآن شریف با اختلافات سبعہ حاشیہ پر اور بین السطور لکھ رہے ہیں۔ ۱۳۷۹ھ سے جامع مسجد کٹک کے یتیم خانہ مدرسہ مدینۃ العلم میں تجوید و حفظ سکھلاتے ہیں۔ طالب علم بھی خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ جوان صالح، منکسر المزاج ہیں۔

قاری حافظ سید قمر الدین — ف ۱۶۱۶ والد کا نام سید سراج الدین۔ وطن بھدرک۔ ضلع بالیسر اڑیسہ۔ ولادت ۱۳۳۹ھ قاری مولوی عبد الرب ترکی جب کٹک آئے تھے تو اون سے تجوید ۱۳۵۰ھ میں بروایت حفص سیکھی ۱۳۵۳ھ میں کٹک میں قدم شریف کی مسجد میں امام مقرر ہوئے۔ ۱۳۵۷ھ سے جامع مسجد کے یتیم خانہ میں قراءت و حفظ کا درس دیتے ہیں۔

قاری حبیب اللہ — ف ۱۶۱۷ والد کا نام مولوی امانت اللہ۔ قاری برکت اللہ کے برادر زادہ۔ وطن کٹک۔ ولادت ۱۳۶۱ھ۔ کلکتہ میں مدرسہ عظمتیہ میں تجوید کی تعلیم ہوئی۔ قاری حافظ عبد القوی صاحب استاد تھے۔

قاری حافظ عبد السلام — ف ۱۶۱۸ وطن کنڈا پارہ۔ کٹک۔ ولادت ۱۳۴۰ھ تا جیاؤں بہار جاکر حفظ و علوم کی تکمیل کی۔ قاری عبد الخالق صاحب سے عشرہ کی سند لی۔ تکمیل کے بعد پانچ سال میرٹھ میں تجوید و حفظ پڑھاتے رہے اوس کے بعد وطن کنڈا پارہ آگئے اب یہیں درس دیتے ہیں۔

ف ۱۶۱۹ اڑیسہ جانے سے پہلے مجھے بالکل توقع نہ تھی کہ ایک پس ماندہ صوبہ میں اتنے عربی کے مدارس ہوں گے اور تجوید کے اتنے ماہر نظر آئیں گے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اوس نے اپنے کلام کے خدمت گزار ہر جگہ بڑی تعداد میں چھوڑ رکھے ہیں جو صرف خوشنودی باری تعالیٰ کی خاطر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں اور اس سے بالکل مستغنی ہیں کہ اون کو معاوضہ کیا ملتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَوْسِعْ رِزْقَھُمْ۔

اورنگ آباد

ف ۱۶۲۰ (الف) یہ علاقہ حیدرآباد کے زیر اثر رہنے سے یہاں قراءت و تجوید کا اچھا شوق رہا۔ قاری عبد الولی صاحب اور اونکے شاگرد قاری نظام الدین صاحب۔ سید اصغر علی مہتمم پولیس مرحوم و قاری فیض محمد صاحب کا ذکر قبل ازیں جلد دوم میں آچکا ہے مگر اونکے بعد آہستہ آہستہ ذوق کم ہو گیا